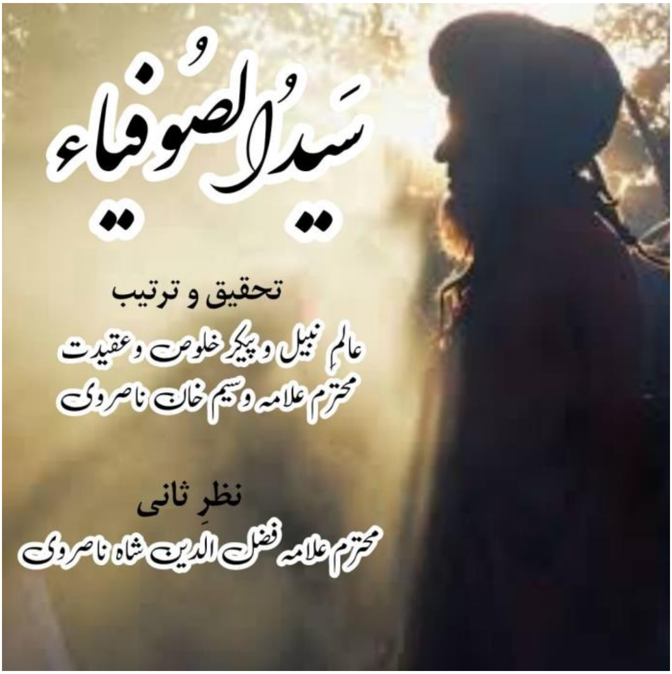

کتاب کانام: سید الصوفیاء

تحقیق وترتیب۔ عالمِ نبیل، پیکرِ خلوص وعقیدت محترم علامہ ایم۔ وسیم ناصروری

نظر ثانی: محترم علامہ فضل الدین شاہ ناصروی

ناشر : ادارہ علوم ومکتبِ صوفیاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف

قارئین کی خدمت میں یہ کتابچہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔

اِس کتابچے کو لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ شہنشاہِ طریقت و مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰ المسیحؑ کی تعلیمات کا صوفیانہ رنگ قارئین تک اشکار کیا جائے تا کہ ہر ایک شخص اِن تعلیمات سے فیض یاب ہو سکے۔

دراصل صوفیاءِ کرامؒ نے ہمیشہ امن و محبت، خدمتِ خلق اور احترامِ اِنسانیت کا درس دیا ہے، مگر افسوس کہ آج ہم نے بزرگانِ دین کی سیرتِ طیّبہ اور تعلیمات کو بُھلا دِیا ہے۔ جب کہ اُن کی تعلیمات ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ پاک و ہِند میں صوفیاء کرامؒ نے دینِ حق کی ترویج و اشاعت کے سلسلے میں جو عظیم تر خدمات سر انجام دی ہیں اُنہیں رہتی دُنیا تک یاد رکھا جائے گا۔

شہنشاہِ طرِیقت و مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰ المسیحؑ کو صوفیت میں اعلیٰ ترِین مقام حاصل ہے کیونکہ سیدنا عیسیٰؑ کی تعلیمات میں تصوف کا رنگ صاف جھلکتا ہے اس کے ساتھ صوفیت میں آپؑ کو ایک کامل انسان کے طور پر پیش کیا جاتا ہے اور تمام صوفیاء کے لئے مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ ایک حقیقی مالک اور عظیم الشان اُستاد ہیں۔ اگر ہم شہنشاہِ طریقت سیدنا عیسیٰؑ المسیح کی تعلیمات پر نظر کریں تو ایسا لگتا ہے کہ تصوف کے مالک خود کو ایک کامل صوفی کے طور پر پیش کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ سیدنا عیسیٰؑ نے اپنی تعلیمات میں خود کو "انا الحق" بھی کہا" کیونکہ انجیل شریف میں آپؑ فرماتے ہیں: جنت الفِردُوس کی طرف جانے والا راستہ مَیں ہُوں۔ مَیں حق کے ساتھ ہُوں اور حق میرے ساتھ ہے۔ حیاتِ ابدی میرے ہی وسیلے حاصِل ہوتی ہے۔

اس کتابچے میں شہنشاہِ طریقت و مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰ المسیحؑ کی تعلیمات کا زیادہ تر حصہ عظیم خُطبۃُ الجبل یعنی (پہاڑی وعظ) سے لیا گیا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ آپؑ کی پیروی کرنے اور سلطنتِ الٰہیہ کا حصہ ہونے کا مطلب در حقیقت کیا ہے۔

شہنشاہِ طرِیقت و مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ کے صعودِ آسمانی کے بعد آپؑ کے حواریین نے اپنی جانوں کے نذرانے دے کر آپؑ کی تعلیمات کو پُوری دُنیا کے کونے کونے تک پھیلایا۔

آج دُنیا کے کِسی بھی کونے میں جو بھی شخص اپنے آپ کو رُوحانی طَور پر خالی دامن محسُوس کرتا ہے، وُہ شہنشاہِ طرِیقت و مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ کی اِیمان افروز تعلیمات کے وسیلے حقیقی فنَافِی اللہ کے رنگ میں رنگنے کے بعد خدا تعالیٰ کا فضل و کرم اور اِطمیانِ قلب حاصِل کر کے اپنی عاقبت سنوار سکتا ہے۔

اس کتابچے میں مشہور عالم، فاضل اور صوفی علماء کرامؒ کی شاعری کو بھی پیش کیا گیا ہے تا کہ قارئین اس بات کو سمجھ پائیں کہ صوفیاء کرامؒ نے بھی اپنی شاعری میں کامِل زندہ پیر سیدنا عیسیٰؑ کی تعلیمات کی طرف اشارہ کیا ہے۔

پیش لفظ

شہنشاہِ طرِیقت و مُرشِد کامِل سیدنا عیسیٰؑ نے خدا تعالیٰ کا کلمہ ہونے کے ناطے اخلاص، پاکیزگی، محبت اور انسانی صفات کو ظاہر کیا۔ یہاں تک کہ قرآن شریف میں بار بار مُرشِد کامِل سیدنا عیسیٰؑ کا تذکرہ تعریف کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

مشہور صوفیاء کرامؒ نے بھی شہنشاہِ طرِیقت و کامِل زندہ پیر سیدنا عیسیٰؑ کی ایمان افروز تعلیمات کے ذریعے حقیقی فَنافِی اللہ ہونے والے تصور کو اپنی زندگیوں سے ظاہر کیا ہے۔

بعض صوفی روایت کے مطابق تمام صوفیوں کو لگتا ہے کہ اُن کے ذہنوں اور دلوں میں مُرشِد کامِل سیدنا عیسیٰؑ اب بھی حاظر و ناظر ہیں یہاں تک کہ بہت سارے صوفی شاعروں نے آپؑ کی ایمان افروز تعلیمات کے ذریعے حقیقی فَنافِی اللہ ہونے کے تصور کو اپنی زندگیوں سے ظاہر کیا یہاں تک کہ اُنھوں نے اپنی شاعری میں سیدنا عیسیٰؑ المسیح کو اعلانیہ طور پر ایک عظیم الشان مُرشد کا خطاب دیا ہے۔

صوفیت میں روایت ہے کہ تصوف و عہدِ ولی کے سلسلے کا آغاز دراصل حضرت آدمؑ سے شروع ہو کر اس سلسلے کا اختتام شہنشاہِ طرِیقت و مُرشِد کامِل سیدنا عیسیٰؑ پر ہوتا ہے۔

شہنشاہِ طرِیقت و کامِل زندہ پیر سیدنا عیسیٰؑ نے اپنی زندگی میں جدوجہد، تنہائی کا راستہ اختیار کیا تھا۔ اگر صوفیانہ انداز میں کہا جائے تو آپؑ دنیا اور اُس کی کشش سے لاتعلق رہتے تھے، یہاں تک کہ آپؑ زیادہ تر تنہائی اور دنیاوی لحاظ سے ناپسندیدہ تقریب سے لطف اندوز ہوتے تھے۔

ایک مشہور صوفی سعدی قصاد مُرشِد کامِل سیدنا عیسیٰؑ کے بارے میں کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عیسیٰؑ المسیح دنیا کو ایک طرف رکھ کر زیادہ تر تنہائی میں وقت گزارتے تھے تاکہ وہ رب ذوالجلال کے الٰہی قُربت میں ہی رہیں اور درحقیقت یہ صوفیانہ اندازہ ہے۔

بعض صوفی روایتوں میں لکھا ہے کہ شہنشاہِ طرِیقت و مُرشِد کامِل سیدنا عیسیٰؑ دیگر انبیاء کرامؑ میں سے مختلف تھے کیونکہ آپؑ نے خود کو ایک صوفی کے طور پر دنیا سے خود کو ترک کر لیا تھا اور آپؑ نے اپنی زندگی کا زیادہ تر حصہ تنہائی اور اپنے پرودگار کی قربت میں گزارا۔ مُرشِد کامِل سیدنا عیسیٰؑ نے ایک غریب

صوفی کی طرح زندگی گزاری، اگر انجیل شریف میں سیرتِ مسیحؑ کو پڑھا جائے تو واضح طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ شہنشاہِ طریقت و مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ نہایت سادہ زندگی گزارتے تھے۔

عطر اپنے دیوان میں لکھتے ہیں

اگر کوئی شخص خود کو ایک لمحے کے لئے دنیا سے لاتعلق کرنا چاہئے تو مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰ المسیحؑ کی زندگی اُس شخص کے لئے ایک بہترین مثال ہے۔

بعض صوفی روایتوں میں لکھا ہے کہ شہنشاہِ طریقت ایک ولی اللہ تھے جیسا کہ آپؑ نے اپنے حوارینؓ کی رہنمائی فرمائی اور اُنہیں الٰہی اختیار کے ساتھ اس دنیا میں لوگوں کی راہنمائی کے لئے بھیجا تا کہ وہ دوسروں کے لئے ایک نمونہ قائم کریں کہ تاکہ وہ لوگ بھی سلطنتِ الٰہیہ کے لئے حصول کے لئے ریاضت اور جدوجہد کریں۔

مغربی اور مشرقی معاشروں میں شہنشاہِ طریقت و مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ کی حیات طیبہ اور تعلیمات کو الگ انداز سے دیکھا جاتا ہے۔ مغربی اور مشرقی معاشروں میں جنہوں نے شہنشاہِ طریقت و مُرشِدِ کامِل کے نام پر بیت کی اُن صوفیوں کو مسیحی (ورحبانہ) کہا جاتا ہے۔

درحقیقت یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ جنہوں نے سیدنا عیسیٰؑ المسیح کی تعلیمات کے ذریعے حقیقی فَنافِی اللہ میں رنگ لیا ہے وہ اس بات کے گواہ ہیں کہ سیدنا عیسیٰؑ المسیح کی تعلیمات مذہب، رنگ و نسل سے کہیں بڑھ کر ہیں کیونکہ مُرشِدِ کامِل کی تعلیمات میں صراطِ مستقیم، قربِ الٰہی، حیاتِ ابدی اور سلطنتِ الٰہیہ کے حصول پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔

ایک مشہور صوفی شیخ ابن العربی نے اپنی کتاب میں اپنی زندگی کے بارے میں یہ شہادت دی کہ درحقیقیت اُن کی زندگی میں روحانی تبدیلی تب ہوئی جب اُنہوں نے سیدنا عیسیٰؑ کی تعلیمات کو حقیقی فَنافِی اللہ کے رنگ میں رنگ کر اپنایا۔ دراصل صوفی شیخ ابن العربی نے مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ کو صرف خواب میں دیکھا تھا۔ صوفی شیخ ابن العربی نے سیدنا عیسیٰ المسیحؑ کے بارے میں مزید کہا کہ آپؑ نے مجھے اپنا عزیز کہا اور مجھے زہد اور تجرید (غیر ضروری چیزوں کو ختم کرنے) کا حکم دیا۔

صوفی شیخ ابن العربی مزید لکھتے ہیں کہ اس خواب کے بعد جب میں مُرشِد کامِل سیدنا عیسیٰؑ کو اپنے پہلے مرشد کے طور پر قبول کیا تو اسپین میں میری ملاقات ایک ایسے صوفی سے ہوئی جو ظاہری طور پر تو دینِ عیسوی سے تھا لیکن درحقیقت وہ شہنشاہِ طرِیقت و مُرشِد کامِل سیدنا عیسیٰؑ کا ایک سچا مرید تھا۔

نوٹ: مرشد ایک عربی / صوفی اصطلاح ہے جو روحانی رہنما یا استاد کہنے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ اور بنی اسرائیلی روایت میں ربی (جس کا مطلب استاد، لفظی معنی میں 'عظیم') کے برابر ہے۔ اگر ہم انجیل شریف کی تعلیمات پر غور کریں تو ہمیں نظر آئے گا کہ سیدنا عیسیٰؑ المسیح کے بہت سے حوارین اور شرکاء سیدنا حضرت عیسیٰؑ کو ربی یا ربونی (عظیم آقا) کہہ کر پکارتے تھے۔

اگر آپ انجیل شریف میں شہنشاہِ طرِیقت و مُرشِد کامِل سیدنا عیسیٰؑ کی حیات طیبہ، تعلیمات، رسالت، حکایات اور معجزات کا مطالعہ کریں تو آپ آسانی سے اس بات کو سمجھ پائیں گے کہ درحقیقت مُرشِد کامِل سیدنا عیسیٰؑ ایک عظیم الشان استاد ہیں۔ اس کے ساتھ آپ کو یہ احساس ہو گا کہ مُرشِد کامِل سیدنا عیسیٰؑ اس دنیا میں تمام صوفیاء کرامؒ سے ایک عظیم الشان صوفیاء اور کامل زندہ پیر ہیں۔

ہماری دُعا ہے کہ اس کتابچے کو پڑھنے کے بعد پروردِگارِ عالَم آپ کو اِس رُوح پروَر بشارت کو سمجھنے میں مدد فرمائے اور آپ شہنشاہِ طرِیقت و مُرشِد کامِل سیدنا عیسیٰؑ المسیح کی تعلیمات کے وسیلے حقیقی فَنَا فِی اللّٰہ کے رنگ میں رنگ جائیں اور سیدنا عیسیٰؑ المسیح کو ایک عظیم استاد کے طور پر قبول کر کے سلطنتِ الٰہیہ کا حقدار ہوتے ہوئے حیاتِ جاودانی پانے والے بن جائیں۔ آمین! ثُمَّ آمین!۔

شہنشاہِ طرِیقت و مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ اپنی ایمان افروز تعلیمات میں فرماتے ہیں کہ:

مُبارک ہیں وہ جو دل کے غریب ہیں

کیونکہ وہ ہی سلطنتِ الٰہیہ کے حقدار ہیں

بابا بُلھے شاہ اپنی شاعری میں و مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ کی تعلیمات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ:

بُلھے شوہ تینوں ملسی، دل نوں دے دلیری

پیتم پاس، تے ٹولنا کس نوں، بُھل گیوں شکر دوپہری

(ترجمہ)

بلھے شاہ! مرشد تجھے لازمی ملے گا۔ تو بس ناامید نہ ہو اور اپنے حوصلے کو برقرار رکھ جب محبوب پاس ہو تو پھر ڈھونڈنا کسے۔ کیوں روشن دوپہر میں پہچان نہیں پا رہے۔

سلطنتِ الٰہیہ وہ جگہ ہے جس کو خدا کی معرفت حاصل کرنے والے اور اس کی عبادت کرنے والے مومنین، متقین اور صالحین کے لئے خداوند عالم نے آمادہ کر رکھا ہے، اُس کی نعمتیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہیں اور یہ ہمیشہ باقی رہنے والی جگہ ہے، یہی "دار البقاء" اور "دار السلامة" ہے جہاں نہ موت ہے اور نہ کوئی پریشانی و مصیبت اور نہ ہی مرض و آفت، اور نہ ہی کوئی غم و غصہ، نہ ہی کوئی حاجت ہی اور نہ ہی محتاجگی، یہ غنیٰ اور سعادت کا گھر ہے، یہ عظمت و کرامت کا مقام ہے، یہاں نہ کوئی بیماری ہو گی اور نہ ہی تھکن، یہاں پر سلطنتِ الٰہیہ کی خواہش کے مطابق ہر چیز موجود ہو گی، اور وہ یہاں ہمیشہ رہیں گے۔

در حقیقت یہی وہ وارثان سلطنتِ الٰہیہ ہیں جو اِس کے وارث بنیں گے اور اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہیں خداوند عالم نے سلطنتِ الٰہیہ میں جانے والوں کے صفات بیان کئے ہیں: وہ ایمان لانے والے ہیں، عمل صالح کرنے والے ہیں، وہ اپنے خدا سے ڈرنے والے ہیں، وہ مصیبتوں پر صبر کرنے والے ہیں ، وہ غم میں خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے والے ہیں، خدا تعالیٰ کے عطا کردہ رزق سے مخفی طور پر اور ظاہر

بظاہر خیرات کرنے والے ہیں۔ وہ شہدا اور صدیقین ہیں، وہ اپنے پروردگار کی عظمت کے سامنے ڈرنے والے اور ہوائے نفس پر کنٹرول کرنے والے ہیں، وہ راہ خدا میں ہجرت کرتے ہیں اس کے بعد قتل ہو جاتے ہیں یا شہید ہو جاتے ہیں، وہ خداوند کریم کے مخلص بندے ہیں، وہ لوگ اپنے مومن وصالح آباء واجداد، ازواج اور ذریت کے ساتھ سلطنتِ الٰہیہ میں رہیں گے، وہ اپنے نفس کی حفاظت کرنے والے ہیں، وہ از غیب اپنے پروردگار سے ڈرنے والے ہیں اور قلب سلیم رکھتے ہیں۔

اسی طرح لفظ "مُبارک بھی اُن لوگوں کی بھلائی اور خوشی کی طرف اشارہ کرتا ہے جو شہنشاہِ طریقت و مُرشدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ المسیح کی ایمان افروز تعلیمات کے وسیلے حقیقی فَنَافِی اللہ رنگ میں رنگ جاتے ہیں، اسی وجہ سے اُن لوگوں کو سلطنتِ الٰہیہ میں ایک خاص مقام حاصل ہے جس میں قُربِ الٰہیٰ، حیاتِ جاودانی اور محبتِ الٰہیٰ شامل ہے، اگر ہم بھی سلطنتِ الٰہیہ میں کوئی مقام حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے کردار وزندگی میں چند اُصولوں کا ہونا ضروری ہے۔

1۔ ہمیں اس دنیا کے طور طریقوں کو اپنی خواہشات کے مطابق نہیں بلکہ رضائے الٰہی کے مطابق اپنی زندگی کو گزارنا ہو گا۔

2۔ اس پہلے سے کہ ہم رضائے الٰہی پر چلے سب سے پہلے ہمیں "دل کے غریب "یعنی عاجز و حلیم ہونے کی ضرورت ہے جس سے مُراد یہ ہے کہ ہمیں تکبر یا خُود غرض نہیں بلکہ ہمیں سنجیدگی سے اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ہم روحانیت میں خُود کفیل نہیں ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہم روحانیت میں خُود کفیل نہیں ہیں تو کونسا ایسا طریقہ ہے جس سے ہم بھی سلطنتِ الٰہیہ کے دعوے دار ہو سکتے ہیں؟ یا پھر کیسے حقیقی فَنَافِی اللہ رنگ میں رنگ کر قربِ الٰہی حاصل کر سکتے ہیں؟

اس بات کا جواب ہمیں شہنشاہِ طریقت و مُرشدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ المسیح کی تعلیمات میں ملتا ہے جہاں آپؑ فرماتے ہیں کہ "جنت الفرِدُوس کی طرف جانے والا راستہ مَیں ہُوں۔ مَیں حق کے ساتھ ہُوں اور حق میرے ساتھ ہے۔ حیاتِ ابدی میرے ہی وسیلے حاصِل ہوتی ہے۔

شہنشاہِ طریقت و مُرشِد کامِل سیدنا عیسیٰؑ کے اس کلام کی تشریح کرتے ہوئے حضرت خواجہ معین الدین چشتی، حسین بن منصور حلاج کے الفاظ کو اپنی شاعری میں بیان کرتے ہوئے یہ فرماتے ہیں کہ:

من نمی گویم انا الحق یار می گوید بگو

چوں نگویم چوں مرا دلدار می گوید بگو

میں نہیں کہتا انا الحق (میں ہی حق ہو)، یار کہتا ہے کہ کہہ

جب نہیں کہتا ہوں میں دلدار کہتا ہے کہ کہہ

جب ہم حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی اس شاعری کو پڑھتے ہیں تو ہم اس بات کو سمجھ پاتے ہیں کہ جو الفاظ حسین بن منصور حلاج نے سولی پر کہے تھے یعنی انا الحق " دراصل ان الفاظ کو مُرشِد کامِل سیدنا عیسیٰؑ المسیح نے ہزاروں سالوں پہلے کہہ دیا تھا کہ " انا الحق یعنی حق میں ہی ہوں۔ آئے ہم بھی حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے ساتھ حقیقی فَنَافِی اللہ رنگ میں رنگ اس بات کا اقرار کریں کہ میرا کامِل زندہ پیر ہی حق ہے اور سیدنا عیسیٰؑ المسیح کی تعلیمات کے وسیلے سلطنتِ الٰہیہ کا حقدار ہوتے ہوئے حیاتِ جاودانی پانے والے بن جائیں۔

جس حقیقی فَنَافِی اللہ رنگ کی بابت سَیدُ الصُوفیاء فرماتے ہیں کہ "مُبارک ہیں وہ جو دل کے غریب ہیں کیونکہ وہ ہی سلطنتِ الٰہیہ کے حقدار ہیں۔

شہنشاہِ طرِیقت و مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰ المسیحؑ اپنی تعلیمات میں فرماتے ہیں کہ:

مُبارک ہیں وہ جو غمگین ہیں

کیوں کہ خدا اُنھیں تسلی دے گا۔

بابا بُلھے شاہ اپنی شاعری میں مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ کی تعلیمات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ:

آمل یارا سار لے میری

میری جان دُکھاں نے گھیری

(ترجمہ)

اے میرے دوست میری خبر گیری کو آؤ کہ میری جان غموں کے درمیان گھری ہوئی ہے۔

انسان کے اندر پائے جانے والے بعض جذبوں یا کیفیات کی نوعیت اتنی بنیادی ہے کہ ان کے بغیر نہ تو انسان کی کوئی صحت مند تعریف وضع کی جاسکتی ہے اور نہ ہی ان کے بغیر انسانی زندگی کی سرگرمیوں اور ان کی معنویت کو سمجھا جاسکتا ہے۔ ان جذبوں یا کیفیات میں سے کچھ تو اتنی بنیادی ہیں کہ پوری انسانی زندگی صرف انہی کے درمیان حرکت کرتی نظر آتی ہے اُن میں سے ایک غم بھی ہے۔

غم دراصل انسانی ذات میں پیدا ہوجانے والی عدم تنظیم یا انتشار کا نام ہے۔ یہ ایک ایسی کیفیت ہے جو انسانی ذات میں پہلے سے موجود کیفیات کے نظام کو کچھ وقت کے لیے درہم برہم کر دیتی ہے۔

غم انسانی وجود میں ایک جدلیاتی صورت حال پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ جس سے مختلف جذبوں میں کثافت کی بے شمار شکلیں پیدا ہوتی ہیں اور انسانی وجود ہر بار ایک نئے آہنگ سے ہمکنار ہوتا ہے۔

غم سے پیدا ہونے والا انتشار اس اعتبار سے اہمیت رکھتا ہے کہ وہ انسانی ذات میں احساسات و جذبات اور خیالات کا ایک نیا نظام پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے۔ اگر آپ کسی عمارت سے ایک اور نئی عمارت بنانا چاہیں گے تو اس کے لیے لازم ہو گا کہ آپ اس عمارت کو توڑ دیں اور پھر اسی کے ملبے سے نئی عمارت تعمیر

کریں۔ غم انسانی ذات میں بنے ہوئے احساسات و جذبات اور خیالات و تیقنات کے نظام کو توڑ کر اس کے ملبے سے خیالات اور احساسات کی ایک نئی عمارت تعمیر کرتا ہے۔ اسی لیے غم تخلیق کا سر چشمہ کہلانے کا صحیح معنوں میں حقدار ہے۔ تاہم یہاں یہ واضح کر دینا بھی ضروری ہے کہ غم کسی نئی تخلیق یا تعمیر کا سبب اسی وقت بنتا ہے جب انسانی ذات میں کوئی مرکز موجود ہو۔ اگر انسانی ذات میں کوئی مرکز موجود نہ ہو تو انسان غم کے نتیجہ میں مکمل انتشار خیال کا شکار ہو کر پاگل ہو مر جائے گا۔ یہ مرکز ایک مقناطیس کا کام انجام دیتا ہے۔ جو انسانی ذات کے مختلف اجزاء کو مسلسل ایک دائرے میں گردش کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ جب یہ اجزاء اس مرکز کے دائرے سے نکل جاتے ہیں تو بے کار شے میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح مختلف ستارے ٹوٹ کر اپنی کشش کے دائرے سے نکل کر فضا میں آتے ہیں تو جل کر بجھ جاتے ہیں۔ یہ مرکز کوئی اعلیٰ مثبت قدر بھی ہو سکتی ہے، کوئی عقیدہ یا کوئی بڑا جذبہ بھی۔

شہنشاہِ طریقت و کاملِ زندہ پیر سیدنا عیسیٰؑ اپنی ایمان افروز تعلیمات میں فرماتے ہیں کہ:

فقہاء کی تقلید سے دبے ہوئے تھکے ماندہ لوگوں! سب میرے پاس آجاؤ! میں اِس بوجھ سے تمہاری جان چھڑا کر تمہیں آرام دوں گا۔

یہ سوال اکثر اٹھایا جاتا ہے کہ کیا غم سے نجات پانا ممکن ہے؟ دراصل جب انسان خدا تعالیٰ کے کامل قوانین کے سامنے خود کو بے بس محسوس کرتا ہے تو اُس وقت اُسے رب کائنات کے علاوہ کوئی غمگسار نظر نہیں آتا۔ وہ بے اختیار انسان رب کی طرف پلٹتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ اے میرے مالک اب غموں کے اس پہاڑ نے میرا جینا مشکل کر دیا ہے اور تیری ہی ذاتِ واحد ہے جو مجھے ان سے چھٹکارا دلا سکتی ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا آپ بھی خود کو بے بس یا غمگین محسوس کرتے ہیں؟

اگر آپ خود کو روحانی طور پر خالی دامن اور غمگین یا پھر بے بس محسوس کرتے ہیں تو آپ بانی صوفیت و مُرشدِ کاملِ سیدنا عیسیٰؑ کے اس فرمان کی پیروی کرتے ہوئے حقیقی فَنَافِی اللہ کے رنگ میں رنگ کر اپنے

دُکھوں سے چھٹکارا حاصل کر سکتے ہیں۔ جو لوگ حقیقی معنٰی میں فَنَافِی اللہ کے رنگ میں رنگ کر اپنی نگاہ سید الصوفیاء کی طرف لگاتے ہیں اُن کے بارے میں مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ المسیح فرماتے ہیں

"مُبارک ہیں وہ جو غمگین ہیں، کیوں کہ خدا اُنھیں تسلی دے گا۔

شہنشاہِ طریقت و مُرشِد کامِل سیدنا عیسیٰؑ المسیح اپنی ایمان افروز تعلیمات میں فرماتے ہیں کہ:

مُبارک ہیں وہ جو حلیم ہیں

کیوں کہ وہ ارضِ جنت میں داخل ہونگے

بابا بُلھے شاہ اپنی شاعری میں مُرشِد کامِل سیدنا عیسیٰؑ کی تعلیمات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ:

پڑھی نماز تے نیاز نہ سِکھیا

تیریاں کِس کَم پڑھیاں نمازاں

(ترجمہ)

تم نماز پڑھتے ہو مگر تمہارے اندر ابھی تک حلیمی نہیں آئی ایسی نمازیں پڑھنے کا کیا فائدہ جس سے عاجزی اور حلیمی حاصل نہ ہو۔

حلیم " خداوند کریم کی صفات میں ایک اہم صفت ہے۔ اس کے لغوی معنی ہیں بردباری کرنے والا، تحمل کرنے والا۔ حلم کا مطلب ہے جوش غضب سے اپنے نفس کو روکنا۔ اس کے معنی کو مزید کھولا جائے تو حلیم سے مراد وہ شخصیت ہوتی ہے جس میں جلد بازی نہ ہو، جو تحمل اور عزم کے ساتھ کسی بھی عمل کے مقابلے میں فوری رد عمل کا اظہار نہ کرے، وہ شخصیت جو جلد بازی سے کام خراب نہ کر دے، وہ جسے اپنے اعصاب پر پورا قابو ہو، وہ جو اپنے آپ کو اچانک رد عمل سے روک کر رکھے اور ٹھنڈے دماغ سے فیصلہ کرے، وہ جو جذبات سے مغلوب نہ ہو۔

جو شخص حلم و بردباری کی صفت رکھتا ہے وہ ایک باہمت اور عزم و حوصلہ والا انسان ہوتا ہے۔ زندگی کی دن رات آنے والی مشکلات اور مصیبتیں جھیلنے کی اس کے اندر ایک مخصوص قوت پیدا ہو جاتی ہے جس کے نتیجے میں مصیبتیں اور پریشانیاں اس کے لیے زندگی کو مزید مشکل نہیں بناتیں۔ کیونکہ وہ ان تمام چیزوں کو برداشت کر کے اپنے چہرے پر اطمینان کی ایک لہر پیدا کر لیتا ہے۔

مثال کے طور پر ایک شخص کو اگر دولت مل جائے لیکن اس میں حلم و بردباری نہ ہو تو وہ بہت جلد فضول خرچی میں دولت کو ختم کر کے فقیر بن سکتا ہے۔ ایک بہت ہی بڑا عالم اگر غیر متحمل مزاج ہو تو اپنے علم کو جلد بازی میں استعمال کر کے نادانی کا رویہ اختیار کر سکتا ہے۔ ایک مینجر جلد بازی میں غلط فیصلے کر سکتا، سیاست دان ریاست کو داؤ پر لگا سکتا اور ایک بزنس مین عارضی ناکامیوں کی بنا پر جلد ہمت ہار سکتا ہے۔

یہ صفت حلم کی کمی ہی ہوتی ہے کہ ایک عام شخص جلد غصے، چڑچڑاہٹ، بدمزاجی، عدم برداشت، ڈپریشن اور مایوسی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اسی کی بنا پر شادیاں ناکام ہو جاتیں، گھر اجڑ جاتے، خاندان فساد کا شکار ہو جاتے، ریاست انتشار کا شکار ہو جاتی اور معاشرے باہمی فسادات میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

حلم یعنی بردباری کے درجات ہوتے ہیں۔ ایک درجہ تو وہ ہے جو ہر شخص کے لیے لازم ہے۔ یہ لازمی درجہ نہ ہو تو انسان کے لیے زندگی پریشانیوں کی آماجگاہ بن جائے گی اور وہ جلد بازی، ٹینشن یا بے صبری کی بنا پر اپنا ہر کام بگاڑ دے گا۔ دوسرا درجہ عزیمت کا درجہ ہے۔ یعنی جہاں پر طبعی حالات ناموافق ہوں اور ہر بڑے سے بڑا انسان بوکھلاہٹ کا شکار ہو جائے، وہاں بھی انتہائی برداشت، بردباری اور تحمل کا مظاہرہ کرنا ایک عزیمت کا درجہ ہے۔

جس انسان میں بردباری کی گہرائی زیادہ ہو گی تو وہ سمندر کی مانند اپنی جگہ قائم و دائم بھی رہے گا اور پُرسکون رہ کر اس مصیبتوں کے پہاڑ کو بھی اپنے متحمل وجود میں سمو لے گا۔ دوسری جانب جس انسان کا ظرف چھوٹا ہو گا تو مصیبتوں کے پتھر پڑنے پر بے سکون ہو جائے گا، اس کا وجود تتر بتر ہو گا، وہ ابتری، بوکھلاہٹ اور پریشانی میں اس مصیبت کے پتھر کو اپنے اوپر حاوی کر لے گا اور ایک وقت آئے گا کہ وہ پتھر اس کی پوری شخصیت کو نگل لے گا۔

کسی شخص کی کامیابی اور بلندی کا راز یہ ہے کہ انتہائی جذباتی مواقع پر انتہائی عقل و دانش سے فیصلہ کرے۔ انفرادی زندگی میں تحمل اور صبر و ضبط کی ضرورت تو ہے ہی، لیکن اس کی اہمیت اجتماعی جگہوں میں مزید بڑھ جاتی ہے۔ اگر تحمل اور صبر و ضبط سے کام نہ لیا جائے تو زندگی گزارنا مشکل ہو جائے۔ اپنی شخصیت کو نکھارنے، مسائل سے نجات پانے اور خوش گوار زندگی گزارنے کے لیے ضروری ہے کہ جذبات کو قابو میں رکھا جائے۔

اگر ہم یہ جان لیں کہ دین و دنیا کی بھلائی تحمل و بردباری کی طاقت میں ہے تو شاید اس طاقت کو حاصل کرنے کے لیے اپنی ساری دولت داؤ پر لگا دیں۔ ایک شخص جس میں تحمل، بردباری اور خود پر قابو کی صلاحیت نہ ہو وہ نہ تو شہنشاہِ طرِیقت و مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ المسیح کی تعلیمات کے وسیلے حقیقی فَنَافِی اللہ کے رنگ میں رنگ کر خود کو قابو رکھ سکتا ہے۔

سیدنا عیسیٰؑ کی نظر میں وہ حلیم ہے جو" تحمل اور عزم کے ساتھ کسی بھی عمل کے مقابلے میں فوری ردِ عمل کا اظہار نہ کرے، وہ شخصیت جو جلدبازی سے کام خراب نہ کردے، وہ جسے اپنے اعصاب پر پورا قابو ہو، وہ جو اپنے آپ کو اچانک ردِ عمل سے روک کر رکھے اور ٹھنڈے دماغ سے فیصلہ کرے، وہ جو جذبات سے مغلوب نہ ہو۔ کیونکہ اگر ہم سیدنا عیسیٰؑ کی حیاتِ طیبہ پر غور کریں تو ہمیں مُرشِدِ کامِل کی زندگی میں یہ صفت نظر آئے گی کیونکہ سید الصوفیاء نے ہمیشہ حلیمی سے لوگوں کے ساتھ برتاؤ کیا اور نرم دلی سے اُس دور کی سلنطت کی طرف سے دی گئی اذیتوں کو برداشت کیا۔

شہنشاہِ طرِیقت و مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ اپنی ایمان افروز تعلیمات میں فرماتے ہیں کہ:

اگر کوئی شخص تمہارے دائیں گال پر تھپڑ مارے، تو بایاں گال بھی اُس کی طرف پھیر دو! اگر کوئی شخص تم پر مقدمہ کر کے تمھاری قمیض ہتھیانے کے چکر میں ہو، تو اُسے اپنی اونی چادر بھی اتار کر دے دو! اگر کوئی سرکاری اہل کار تمھیں بیگار میں ایک مِیل لے جانا چاہے، تو تم اُس کے ساتھ دو مِیل خوشی سے جانے کے لئے تیار ہو جاؤ! اِسی طرح اگر کوئی ضرورت مند تم سے کچھ سوال کرے، تو اُسے دے دو! اگر کوئی تم سے قرضِ حسنہ مانگے، تو اُس سے انکار مت کرو۔

حقیقی معنوں میں وہ ہی لوگ ارضِ جنت میں داخل ہونے کے دعوے دار ہیں جو مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ کی تعلیمات کے وسیلے حقیقی فَنَافِی اللہ کے رنگ میں رنگ کر تحمل اور عزم کے ساتھ کسی بھی عمل کے مقابلے میں فوری ردِ عمل کا اظہار نہ کریں، وہ جلدبازی سے کام خراب نہ کردے، وہ جسے اپنے اعصاب

پر پورا قابو ہو، وہ جو اپنے آپ کو اچانک ردِ عمل سے روک کر رکھے اور ٹھنڈے دماغ سے فیصلہ کرے، وہ جو جذبات سے مغلوب نہ ہو۔

جو حقیقی فَنافِی اللہ کے رنگ میں رنگ کر ایسا ردِ عمل کرتے ہیں اُن کے بارے میں شہنشاہِ طریقت و مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ المسیح فرماتے ہیں "مُبارک ہیں وہ جو حلیم ہیں، کیوں کہ وہ جنتِ ارضی میں داخل ہونگے۔

شہنشاہِ طرِیقت و مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ المسیح اپنی ایمان افروز تعلیمات میں فرماتے ہیں کہ:

مُبارک ہیں وہ جو سچائی کے بھوکے پیاسے ہیں

کیونکہ خُدا تعالیٰ اُن کی خواہش پوری کرے گا

بابا بُلھے شاہ اپنی شاعری میں مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ کی تعلیمات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ:

نماز پڑھن کم زنانہ، روزہ سرفہ روٹی

اُچیاں بانگاں اودیندے، نیت جنہاں دی کھوٹی

مکے دے ول اوجاندے، جہیڑے کم دے ٹوچی

وے بُلھیا جے ہووے حُب یار ملن دی، تے صاف رکھ اندر دی کوٹھی

(ترجمہ)

نماز پڑھنا کوئی ایسا مشکل کام تو نہیں ہے وہ تو عورتیں بھی پڑھتی ہیں۔

اور روزہ رکھنا بھی تو دراصل اپنا فائدہ ہے۔

اونچی اونچی اذانیں وہ دیتے ہیں جن کی نیت کھوٹی ہوتی ہے۔

مکے کی طرف حج کو وہ بھی جاتے ہیں جو کام کاج سے جان چھڑاتے ہیں۔

او بلھے شاہ اگر رب سے ملنے کی خواہش ہے تو اپنا اندر صاف کر رب تجھے یہاں مل جائے گا۔

سچائی کی بھوک" دراصل خطبۃ الجبل (پہاڑی وعظ) میں شہنشاہِ طرِیقت و مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ المسیح کی تعلیمات میں سب سے اہم نقطہ یہ ہے کہ "خداوند کریم نے انسانی معاشرے کو جن خطوط پر چلنے کا حکم دیا ہے اُن میں سے ایک سچائی بھی ہے۔ درحقیقت صدق و سچائی انبیائے کرامؑ علیہم السلام، ملائکہ، صوفیاء کرام و صلحائے عظام اور ہر منصف مزاج سلیم الفطرت شخص کا درجہ بہ درجہ مشترکہ وصف

ہے۔ اپنی اہمیت کے حوالے سے صرف دینِ مسیحیت ہی نہیں بلکہ ہر انسان خواہ وہ مسلمان ہو یا ہندو، نیک ہو یا بد، حاکم ہو یا رعایا، افسر ہو یا ملازم، قائد ہو یا کارکن، استاد ہو یا شاگرد، پیر ہو یا مرید، امیر ہو یا غریب، اپنا ہو یا پرایا، والدین ہوں یا اولاد الغرض زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے کے لیے سچائی کی بھوک و طلب انتہائی ضروری ہے۔

انسانی معاشرے کا امن و سکون، راحت و چین اور اس کی تعمیر و ترقی کی بنیاد سچائی پر مبنی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ نے اپنی تعلیمات میں سچائی کی طلب و جستجو کو اپنانے کی بہت تاکید فرمائی ہے کیونکہ انجیل شریف میں مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ المسیح کی تعلیمات میں سچائی کی فضیلت اور ضرورت روزِ روشن کی طرح واضح ہے۔

یہاں تک کہ مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ کی تعلیمات میں متعدد مقامات پر صدق و سچائی، سچائی کی طلب رکھنے والے مرد و عورت کی فضیلت، صادقین کا مصداق، آخرت میں صادقین کے انعام و اکرام، اُن کے مقام و مرتبے، مخلوق میں مقبولیت اور سب سے بڑھ خالق کے ہاں اُن کی محبوبیت کا تذکرہ موجود ہے، یہاں تک کہ آپؑ کی تعلیمات کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ صدق کا مفہوم بہت وسیع ہے یہ صرف قول کی سچائی میں محصور نہیں بلکہ قول کے ساتھ فعل اور اعتقاد بھی سچائی کی تعریف میں شامل ہیں۔

دین داری کی تمام زندگی بسر کرنے کا بنیادی تقاضا "سچائی و صدق ہے، دراصل راستبازی ایک ایسا عمل ہے جو نیکی کی راہ پر چلاتا ہے اور نیکی والا راستہ سیدھا جنت کی طرف جاتا ہے۔

لیکن افسوس ہے کہ ہمارے معاشرے میں جھوٹ کا چلن عام ہے اور لوگ ہر معاملے میں جھوٹ بولنے پر آمادہ و تیار رہتے ہیں۔ سچائی کی اہمیت کو معاشرے کی اکثریت فراموش کر چکی ہے کیونکہ آج کل جھوٹ ایک فیشن بن چکا ہے، جو جس قدر جھوٹا اور فراڈ کرنے والا ہوتا ہے لوگ اسے اتنا ہی ذہین اور عقل مند سمجھتے ہیں۔ معاشرے میں صدق و سچائی کی اہمیت کم جب کہ جھوٹ کی زیادہ ہو رہی ہے۔

لوگوں کے دلوں میں اس گناہ کا احساس مر چکا ہے، حالانکہ یہ ایسا عمل ہے جس سے پورا معاشرہ بے سکونی اور رزق کی تنگی میں مبتلا ہوتا جارہا ہے۔

اس لئے شہنشاہِ طریقت و مُرشِد کامِل سیدنا عیسیٰؑ المسیح نے یہاں اس نقطے پر زور دیا ہے کہ "مُبارک ہیں وہ جو سچائی کے بھوکے پیاسے ہیں یعنی جن میں سچائی کی زیادہ تڑپ موجود ہے۔

اس حوالے سے مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ مزید اپنی تعلیمات میں فرماتے ہیں: "اگر تم میرے کلام پر عمل کرنے میں ثابت قدم رہے، تو حقیقت میں میرے پیروکار ہوگے۔ تب حق و سچائی تم پر عیاں ہو جائے گی اور سچائی تمہیں حقیقی معنٰی میں آزاد کر دے گی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم کس طرح سچائی کی طلب کو اپنی زندگی میں لا سکتے ہیں؟

اگر آپ خود کو رُوحانی طَور پر خالی دامن اور سچائی سے محروم محسُوس کرتے ہیں تو آپ مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ کی تعلیمات کو اپنا کر حقیقی فَنَافِی اللہ کے رنگ میں رنگ کر وہ مقام حاصل کر سکتے ہیں جس میں حقیقی دیدارِ الٰہی نصیب ہو گا۔

جس کی بابت شہنشاہِ طریقت و مُرشِد کامِل سیدنا عیسیٰؑ المسیح اپنی تعلیمات میں فرماتے ہیں کہ:

مُبارک ہیں وہ جو سچائی کے بھوکے پیاسے ہیں
کیونکہ خُدا تعالیٰ اُن کی خواہش پوری کرے گا

شہنشاہِ طریقت و مُرشِد کامِل سیدنا عیسیٰؑ اپنی ایمان افروز تعلیمات میں فرماتے ہیں کہ:

مُبارک ہیں وہ جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں

کیونکہ خداوندِ کریم بھی اُن پر بھی رحم کرے گا

علامہ اقبال اپنی شاعری میں مُرشِد کامِل سیدنا عیسیٰؑ کی ایمان افروز تعلیمات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ:

آدمیت احترامِ آدمی

باخبر شواز مقامِ آدمی

(ترجمہ)

آدمی کو چاہیئے کہ وہ انسانیت کا احترام کرے اور انسان ہی انسان کی مقام و قدر جان سکتا ہے۔

رحم دل ہونے سے مراد ہے کہ کسی انسان کے ساتھ معاملہ طے کرتے ہوئے ترس، مہربانی، درگزر سے کام لیا جائے۔ انسان کو سماجی جانور کہا گیا ہے مگر انسان کے کچھ طور طریقے اور معملات ایسے ہیں جن کی وجہ سے انسان اشرف المخلوقات کہلانے کا مستحق بھی ہے۔

اگر ہم آج کے دور کو دیکھیں تو ہر طرف نفسا نفسی کا عالم ہے کوئی کسی کا خیر خواہ نہیں ہر ایک کو صرف اپنی ہی فکر ہے, شہنشاہِ طریقت و مُرشِد کامِل سیدنا عیسیٰؑ کی تعلیمات میں مکمل ضابطہ حیات ہے جس میں زندگی کے ہر پہلو کو اُجاگر کیا گیا ہے، یہاں تک کہ مُرشِد کامِل اپنی تعلیمات میں انسانوں کو ایک دوسرے کے ساتھ اچھے تعلقات اور رحم کرنے کی تلقین کرتے ہیں، اصل میں رحم دل وہ ہے جو سب کے ساتھ مہربانی سے پیش آتا ہے اس کا دل سب کے لئے نرم ہوتا ہے۔ وہ دوسروں کے لئے وہی چاہتا ہے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔ وہ دوسرے کی تکلیف دیکھ کر تڑپ اٹھتا ہے۔ وہ دوسرے کی مجبوری کو سمجھتا ہے، وہ شخص دوسرے کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی سے پیش آتا ہے، وہ شخص اپنے گھر اور معاشرے میں سب کے ساتھ تعاون کرتا ہے۔

رحم دل اانسان اُن لوگوں کے لئے ہمدردی اور ترس سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں جو گُناہ یا غم کی وجہ سے دُکھ اُٹھا رہے ہوتے ہیں، رحم دلی انسانوں میں ایک خوش آئند اور پُر اثر جذبہ ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ دنیا میں بہت سارے لوگوں نے رحم دلی کی مثالیں قائم کی ہیں۔ جو قومیں رحم نہیں کرتی ان پر رحم نہیں کیا جاتا۔ خدا تعالیٰ کے بہت سارے قوانین ہیں اُن میں سے ایک قانون رحم دلی بھی ہے۔

شہنشاہِ طرِیقت و مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ اپنی تعلیمات میں فرماتے ہیں کہ

جس طرح تمہارا پروردگار بلا تفریق سب پر رحم کرتا، تم بھی دوسروں پر رحم کرو۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہم اپنی زندگیوں کو و مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ کی تعلیمات کی طرز پر گزار رہے ہیں، کیا ہی دلکش بات ہے کہ سیدنا عیسیٰؑ نے اپنی تعلیمات کے ذریعے ہمیں ہر چیز واضح طور پر سمجھا دئی ہے، اب ہمیں خود فیصلہ کرنا ہو گا کہ کیا واقعی ہم مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ کی تعلیمات کے وسیلے حقیقی فَنافِی اللہ کے رنگ میں رنگ کر اس صفت سے روشناس ہونا چاہتے ہیں؟

جو بھی شخص مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ کی تعلیمات کے وسیلے حقیقی فَنافِی اللہ کے رنگ میں رنگ یہ صفت حاصل کرتا ہے اُن لوگوں کے بارے میں سَیدُ الصُوفیاء فرماتے ہیں کہ

مُبارک ہیں وہ جو دسروں پر رحم کرتے ہیں، کیونکہ خُدا تعالیٰ بھی اُن پر رحم کرے گا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کے دلوں میں نرمی پیدا کریں اور ایک دوسرے کا خیر خواہ بنائے۔

شہنشاہِ طرِیقت و مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ اپنی ایمان افروز تعلیمات میں فرماتے ہیں کہ:

مُبارک ہیں وہ جن کے دل پاک ہیں

کیونکہ اِن ہی کو دیدارِ الٰہی نصیب ہو گا۔

مولانا جلال الدین رومی اپنی شاعری میں مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ کی تعلیمات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ:

دِل بدست آور کہ حجِ اکبر است

از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

کعبہ بنیادِ خلیلِ آزر است

دل گزر گاہِ جلیلِ حق پرست

(ترجمہ)

کسی کے دل کو خوش کر دو کہ یہ حج اکبر کے برابر ہے۔

ہزار کعبوں سے ایک دل بہتر ہے۔

کعبہ تو خلیل اللہ نے بنایا ہے۔

لیکن دل رب جلیل کی گزر گاہ ہے۔

دل" جسمِ انسانی میں قدرت الٰہی کی عظیم نشانی ہے۔ یہ بظاہر گوشت کا ایک ٹکڑا اور خون پمپ کرنے کا قدرتی آلہ ہے لیکن معنوی و روحانی اعتبار سے معرفت ربانی کا مرکز و منبع ہے۔ ظاہری و باطنی صلاح و فساد کا اسی سے گہرا ربط و تعلق ہے۔ تصدیق و یقین اور نور ایمان و ہدایت کی شعاعیں اسی سے پھوٹتی ہیں اور کفر و ضلالت، زیغ و نفاق کی گھٹائیں اسی پر چھاتی ہیں۔ قلب و دل کی اسی اہمیت کے پیش نظر اس کی اصلاح کی فکر پر زور دیا گیا یہاں تک شہنشاہِ طرِیقت سیدنا عیسیٰؑ کی تعلیمات میں بھی دل کی پاکیزگی پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔

پاک دل، ایمان سے لبریز ہو تو اس کے آثار بندۂ مومن کے اعضاء وجوارح پر ظاہر ہوتے ہیں، پھر مُرشِدِ کامِل عیسیٰؑ کی تعلیمات کے وسیلے سے حقیقی فَنَافِی اللّٰہ کے رنگ میں رنگ کر اس میں غور و تدبر، انبیاء و صلحاء اور نیک لوگوں کی صحبت سے ایمان و یقین میں ترقی ہوتی ہے اور بندۂ مومن کا دل تقویٰ، انابت، خشوع وغیرہ صفات سے متصف ہوتا اور ترقی کرتے ہوئے مرتبہ کمال کو پہنچتا ہے۔ جس بندہ کے دل میں ایمان مزین و خوشنما ہو اور اس کی حقیقت جاگزیں ہو وہ نہ صرف خداوند کریم کا مطیع و فرمانبردار ہو گا بلکہ بندگی کی راہ میں بڑی سے بڑی مصیبت اور تکلیف و مشقت کو برداشت کرنا بھی اس کیلئے سہل ہو گا۔

ایمان و یقین اور ہدایت کا سرچشمہ اور مرکز دراصل دل ہی ہے۔ دل کو ہدایت مل جائے تو باقی سارے اعضائے جسم تو دل کے تابع ہیں اور یہ ہدایت مُرشِدِ کامِل کی تعلیمات کے وسیلے توفیق ہی سے ملتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا بہت بڑا فضل اور اس کی طرف سے بڑی رحمت یہی ہے کہ بندہ کو ہدایت نصیب ہو جائے ،اس سے بڑھ کر کوئی فضل اور انعام نہیں چنانچہ ہدایت ورحمت کا ذکر اسی مناسبت سے شہنشاہِ طرِیقت و مُرشِدِ کامِل عیسیٰؑ کی تعلیمات میں کئی جگہ ایک ساتھ آیا ہے۔

قلب سلیم وہ دل ہے جو شرپسندی، دھوکہ دہی اور برائی سے خالی ہو اور بھلائی، محبت اور عفو و درگذر سے بھرا ہو۔ پاکیزہ دل کا حامل شخص کسی پر ظلم نہیں کرتا اور نہ ہی کسی پر اپنا بوجھ ڈالتا ہے، وہ اچھائی اور صدق دل کا مجسمہ ہوتا ہے، بھلائی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے، نیک کام کرنے میں سبقت لیتا ہے، حرام کاموں سے دور بھاگتا ہے۔ جن کے دل پاک نہیں ہیں اور وہ لوگ شرپسندی، دھوکہ دہی اور برائیوں میں مبتلا ہیں لوگوں میں بزرگی پانے کے لئے وہ خدا تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اُن کے حق میں مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ اپنی تعلیمات میں فرماتے ہیں۔

صحیفہ حضرت اشیعاؑ میں ان منافقین لوگوں کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ "یہ لوگ اپنی زبان سے تو میری تعریف کرتے ہیں، مگر اِن کے دل مجھ سے کوسوں دور ہیں۔ اِن کی یہ ساری عبادت فضول ہے کیونکہ یہ لوگ انسانوں کے بتائے ہوئے احکامات کی تعلیم دیتے ہیں۔

کیا آپ یہ محسوس کرتے ہیں کہ آپ روحانی طور پر خالی دامن ہیں اور آپ کا دل پاک نہیں ہے ؟
اگر ایسا ہے تو آپ مُرشِدِ کامِل کی تعلیمات کے وسیلے حقیقی فَنافِی اللہ کے رنگ میں رنگ کر خالص و پاکیزہ دل پاسکتے ہیں۔ جو لوگ مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ کی تعلیمات کے وسیلے حقیقی فَنافِی اللہ کے رنگ میں رنگ کر خالص و پاکیزہ دل حاصل کرتے ہیں وہ لوگ ہلاکت کی جگہوں سے دور چلے جاتے ہیں اور اُن کی منزل ملکوت اعلیٰ ہوتی ہے وہ سلطنتِ الٰہیہ میں ایک مقام حاصل کرتے ہیں اور انہیں ہی دیدارِ الٰہی نصیب ہوتا ہے۔

جن کی منزل ملکوت اعلیٰ ہوتی ہے اُن کے بارے میں سَیدُ الصُوفیاء نے فرماتے ہیں

مُبارک ہیں وہ جن کے دل پاک ہیں
کیونکہ اِن ہی کو دیدارِ الٰہی نصیب ہو گا۔

شہنشاہِ طریقت و مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ اپنی ایمان افروز تعلیمات میں فرماتے ہیں کہ:

مُبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں

کیونکہ یہ ہی لوگ خُداتعالیٰ کے مقربین کہلانے کے حقدار ہونگے

مولانا جلال الدین رومی اپنی شاعری میں مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ کی تعلیمات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ:

صحبت صالح ترا صالح کند

صحبت طالح ترا طالح کند

(ترجمہ)

نیک لوگوں کی صحبت انسان کو نیک بنادیتی ہے اور بُرے لوگوں کی صحبت بُرا بنادیتی ہے۔

خداتعالیٰ کو اپنی مخلوق کے جو اعمال محبوب اور جو کام پسند ہیں ان میں ایک دوسروں کے درمیان صلح کروانا بھی ہے۔ مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ کی تعلیمات زندگی کے ہر موڑ پر مکمل ہماری رہنمائی فرماتی ہے، چونکہ ہر انسان کا مزاج اور طبیعت دوسرے سے مختلف ہوتا ہے اس لیے اکٹھے رہن سہن، لین دین اور باہمی معاملات و تعلقات میں اکثر اوقات دوسرے کی خلاف مزاج باتوں سے غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اور یہ غلط فہمیاں بڑھتے بڑھتے نفرت و عداوت، قطع کلامی و قطع تعلقی، دشمنی و لڑائی جھگڑے، خون خرابے اور قتل و غارت تک جا پہنچتی ہیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ معاشرے میں فساد شروع ہو جاتا ہے انسانی نظام زندگی تباہ ہو کر رہ جاتا ہے، حتیٰ کہ خاندانوں کے خاندان اجڑ جاتے ہیں۔

باہمی تنازعات اور لڑائی جھگڑوں کا ہونا معاشرے میں عام بات ہے۔ یہ سماج کے دو افراد کے درمیان بھی ہو سکتا ہے اور دو خاندانوں کے درمیان بھی۔ اس سے آگے بڑھ کر دو گروہوں اور قبیلوں کے درمیان بھی ہو سکتا ہے اور دو سلطنتوں کے درمیان بھی۔ اسی طرح یہ تنازعہ دو قریبی اور رحمی رشتہ داروں کے درمیان بھی ہو سکتا ہے۔ بھائی بھائی کے درمیان بھی ہو سکتا ہے اور شوہر بیوی کے درمیان بھی، باپ بیٹے کے درمیان بھی ہو سکتا ہے اور چچازادوں کے درمیان بھی۔

اس موقع پر ہمیں یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ شہنشاہِ طریقت و مُرشِدِ کامل سیدنا عیسیٰؑ المسیح کی ایمان افروز تعلیمات کے ذریعے ہماری کیا رہنمائی کی گئی ہے؟ سیدنا عیسیٰؑ کی تعلیمات میں متعدد مقامات پر صلح کی اہمیت و ضرورت، اس کی ترغیب اور خاندانی و معاشرتی نظام زندگی میں اس کے کردار پر روشنی ڈالی گئی ہے، صلح کو "خیر" سے تعبیر کیا گیا ہے، اسے ضروری قرار دیا گیا ہے، ایسے لوگوں کی مدح اور تعریف کی گئی ہے جو صلح پسند ہوں کیونکہ یہ ہی لوگ خُدا تعالیٰ کے مقربین کہلانے کے حقدار ہونگے۔

معاشرے سے تنازعات کا خاتمہ اسی وقت ممکن ہے جب ہم مُرشِدِ کامل کی تعلیمات کو مان کر حقیقی فَنَافِی اللہ کے رنگ میں رنگ کر جذبہ ایثار اور انصاف پر قائم رہنے کی فکر کے ساتھ ساتھ ظلم و زیادتی کے جذبات کو اپنے اندر نہ پنپنے دیں۔ لیکن اس کے باوجود اگر کوئی خرابی تعلقات میں پیدا ہو تو سماج کے باشعور لوگوں کو آگے بڑھ کر اسے رفع کر دینا چاہیے اور اسی کے اجر کے بارے میں سیدنا عیسیٰؑ کی تعلیمات سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ صلح کی بنیاد ایک دوسرے کے لیے ایثار اور عفو و درگزر کرنا اور ایک دوسرے کو معاف کر دینے کا جذبہ ہے۔

مُرشِدِ کامل اپنی تعلیمات میں فرماتے ہیں کہ

اگر کسی شخص نے تمہارے خلاف کوئی مقدمہ کر دیا ہو، تو قاضی کے پاس جانے سے پہلے جتنا بھی جلدی ہو سکے تم راستے میں ہی اُس کے ساتھ صلح کر لو، ایسا نہ ہو کہ مدعی تمہیں قاضی کے سامنے پیش کر دے اور قاضی تمہارے خلاف فیصلہ سنا کر تمہیں داروغہ کے حوالے کر دے اور داروغہ تمہیں قید خانے میں ڈال دے۔

اِسی وجہ سے شہنشاہِ طریقت و مُرشِدِ کامل سیدنا عیسیٰؑ نے اپنی تعلیمات میں اس نقطے پر زیادہ زور دیا ہے۔

مُبارک ہیں وہ جو صلح صفائی میں لگے رہتے ہیں، کیونکہ یہ ہی لوگ خُدا تعالیٰ کے مقربین کہلانے کے حقدار ہونگے۔

شہنشاہِ طریقت و مُرشدِ کامل سیدنا عیسیٰؑ المسیح اپنی ایمان افروز تعلیمات میں فرماتے ہیں کہ:

مُبارک ہیں وہ جو حق کی خاطر ظلم وستم برداشت کرتے ہیں

کیونکہ ایسے ہی لوگ سلطنتِ الٰہیہ کے حقدار ہیں۔

بابا فرید شکر گنج اپنی شاعری میں مُرشدِ کامل کی تعلیمات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ:

ہنڑ تھی فرید اشادوَل

مونجھیں کوں نہ کریادوَل

جھوکاں تھیسن آبادوَل

ایہا نیں نہ وہسی ہک منی

(ترجمہ)

ایسا دن ضرور آئے گا جب ہمارا من بھی خوش ہو گا۔ اندھیرے کے بعد یقیناروشنی ہو گی کیوں کہ قدرت کا قانون ہے کہ دریا ایک ہی کنارے نہیں بہا کرتے۔ کبھی اِس کنارے بہتے ہیں، کبھی اس کنارے۔

برداشت کو عربی میں تحمل کہا جاتا ہے، اس کے لغوی معنی بوجھ اٹھانے کے ہیں۔ یہ وہ صفت ہے جس سے انسان میں قوت اور طاقت پیدا ہوتی ہے، انسانی معاشرہ ایک گل دستے کی طرح ہے، جس طرح گل دستے میں مختلف نوع کے رنگ برنگے پھول، حسن وخوب صورتی کا باعث ہوتے ہیں، بالکل اسی طرح انسانی معاشرہ بھی مختلف الخیال، مختلف المذہب اور مختلف النسل افراد سے مل کر ترتیب پاتا ہے اور اس کا یہی تنوع اس کی خوب صورتی کا سبب بنتا ہے۔

قوت برداشت ان اعلیٰ صفات میں سے ایک ہے جو افراد کے لیے انفرادی طور پر اور اقوام کے لیے اجتماعی طور پر فوز وفلاح، کام یابی وکام رانی، عزت وعظمت اور ترقی وسربلندی کا ذریعہ ہے۔

قوت برداشت وہ دولت ہے جس کی وجہ سے انسان کے نفس میں ایسی غیر معمولی طاقت پیدا ہوتی ہے جو کسی بھی حالت میں انسان پر قوت غضب کو غالب نہیں آنے دیتی۔ اگر ہم شہنشاہِ طریقت و مُرشِد کامِل سیدنا عیسیٰؑ کے حوارئین پر نظر کریں تو ہمیں معلوم پڑتا ہے کہ تمام حوارئین نے حق کی خاطر بہت ساری تکالیف کو برداشت کیا، کچھ کو تو سولی دیا گیا، کچھ کو سنگسار کیا گیا، کچھ کو ملک بدر کیا گیا، کچھ کو اذیت ناک موت دے کر شہید کیا گیا۔ لیکن ہمیں تمام حوارئین کی زندگی سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے حقیقی فَنافِی اللہ کے رنگ میں رنگ کر مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ المسیح کی تعلیمات کو پوری دنیا میں کونے کونے تک پھیلایا۔

اگر کسی بھی شخص کو روحانی طور محسوس ہوتا ہے کہ اُس میں قوتِ برداشت کی کمی ہے تو وہ شخص مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ کی تعلیمات کے وسیلے حقیقی فَنافِی اللہ کے رنگ میں رنگ کر ایسی قوتِ برداشت حاصل کرتا ہے جس سے شخص وہ کسی بھی حالات میں خود کو سنبھالنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

جو لوگ حق کی خاطر ظلم برداشت کرتے ہیں آپؑ کی تعلیمات کے مطابق وہ ہی لوگ نجات پائیں گئے۔

جن لوگوں کے بارے میں مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ نے فرمایا ہے۔

مبارک ہیں وہ جو حق کی خاطر ظلم و ستم برداشت کرتے ہیں،

کیونکہ ایسے ہی لوگ سلطنتِ الٰہی کے حقدار ہیں۔

شہنشاہِ طریقت و مُرشِدِ کامل سیدنا عیسیٰؑ اپنی ایمان افروز تعلیمات میں فرماتے ہیں کہ:

مُنہ سے جسم میں اندر جانے والی اشیاء انسان کو ناپاک نہیں کرتیں

بلکہ مُنہ کے ذریعے جسم کے اندر سے باہر نکلنے والی چیزیں انسان کو ناپاک کرتیں ہیں

بابا بُلھے شاہ اپنی شاعری میں مُرشِدِ کامِل کی تعلیمات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ:

باہروں دھوئے لتاں گوڈے، تیرے اندر ہی پلیتی

تیرا دِل کھلاوئے، مُنڈے کُڑیاں سجدے کریں مسیتی

کناں نوں ہتھ لاوئے پہلے، فیر نماز تیں نیتی

دنیادارا! رب دے نال وی، چار سو وی تیں کیتی

(ترجمہ)

تم پاک ہونے کے لئے باہر سے تو اپنے پاؤں اور گھٹنے دوتے ہو لیکن تمارا اندر ناپاک ہے

تمہارا دل تو خواہشات سے بھرا ہے لیکن سجدے مسجد میں کرتے ہو

پہلے تم عاجزی کے ساتھ اپنے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہو پھر نماز کی نیت کرتے ہو

اے دنیادار بندے، تم تو اپنے رب کے ساتھ بھی دھوکہ بازی کر رہے ہو

تصوف کا دوسرا بنیادی مقصد صفائے قلب ہے۔ جب انسان کا نفس گناہ کی آلودگیوں اور برے اخلاق سے ناپاک ہو جاتا ہے تو اس کے اثرات سے قلب انسانی پر سیاہی چھا جاتی اور اس کا باطن تاریک ہو جاتا ہے۔ جب ظاہری اعمال جو فقط ظاہری اعضاء سے ادا کیے جائیں اور ان میں قلب کو توجہ نہ ہو مقبول نہیں تو اعمال قلبیہ بھی مقبول نہ ہوں گے۔

نظافت کا لفظ عام ہے، یہ ظاہری و باطنی دونوں طرح کی نفاست کو شامل ہے، بلکہ اس معاشرتی زندگی میں باطنی نظافت اور صفائی کی زیادہ اہمیت ہے، چنانچہ ایک انسان اگر صرف اپنی ظاہری صفائی ہی پر توجہ دیتا

ہے، اپنی باطن کی صفائی کی طرف سے بالکل ہی بے اعتنائی برتا ہے، تو اس کو زندگی کا اصل لطف اور مزہ کبھی بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ پورے عالم میں جو آج صفائی کے نام سے مشن چلائی جارہی ہے، وہ صرف باہر کی صفائی کی ہے، باطن کی صفائی کی طرف کسی کی توجہ نہیں ہے، جس کے باوصف ہر چہار طرف چوری ڈکیتی، قتل وغارت گری، ظلم وجور، ناانصافی وبدامنی کا بازار گرم ہے، ہم جنت نشاں محل اور بنگلے میں تو ضرور رہے ہیں، لیکن کیا ہم سوچ سکتے ہیں کہ اتنی پیاری فضا اور بہت ساری سہولتوں کے باوجود لوگ کیوں اتنی تعداد میں خودکشی کر رہے ہیں؟ شراب نوشی اور نشہ خوری کی شرح میں اس قدر اضافہ کیوں ہو رہا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے ظاہری صفائی کا تو لحاظ رکھ لیا ہے، مگر باطنی صفائی سے بالکل چشم پوشی اور کنارہ کشی اختیار کر لیا ہے؛ بلکہ اس وقت کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ ہمارا اکثر معاشرہ ظاہری صفائی سے بھی کوسوں دور ہے۔

خداوند کریم ایسے اعمال قبول نہیں کرتے جو فقط ظاہر ہی میں اچھے معلوم ہوتے ہوں اور اخلاص اور توجہ قلبی سے خالی ہوں مثلاً کوئی عبادت کرے اور بظاہر تو عبادت میں مشغول ہے مگر دل میں غفلت چھارہی ہے اور دل میں تمیز نہیں ہوتی کہ خدا تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہے یا کوئی اور کام کر رہا ہے تو ایسے اعمال مقبول نہیں ہوتے۔ مثلاً کوئی بھی شخص اگر ظاہری طور پر نمائشی کام کرتا ہے تو خداوند کریم کے نزدیک ایسے اعمال کا کچھ بھی اعتبار نہیں اور علی ہذا القیاس اگر کوئی شخص محض دکھانے یا ایسی ہی اور کسی غرض سے نماز، صدقہ، عبادت کرتا ہے تو وہ شخص کسی درجہ میں بھی شمار نہیں کیا جائے گا۔ لوگوں نے آجکل اس میں بہت بڑی کوتاہی کر رکھی ہے لوگ فقط ظاہری اعمال تو بہت کرتے ہیں مگر باطنی اصلاح اور قلب کی درستی واصلاح کی اُنہیں کچھ بھی فکر نہیں گویا کہ وہ لوگ یوں خیال کرتے ہیں کہ اصلاح باطن اور ریا و کینہ وحسد وغیرہ کا علاج اور اس سے محفوظ ہونا کچھ ضروری نہیں وہ فقط ظاہری اعمال کو واجب سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا ماننا ہے اگر ظاہری اعمال کیئے جائیں تو اُنہیں نجات حاصل ہو سکتی ہے حالانکہ خداوند کریم کے نزدیک اصلی مقصود اصلاح قلب ہے۔

اس لئے خداوند کریم کے نیک بندے جنہیں عام لفظوں میں اولیاء کرامؒ بھی کہا جاتا ہے وہ سب سے پہلے دل پر محنت کراتے ہیں پھر جب وہ نکھر کر بالکل شیشہ بن جاتا ہے، تو بفضل باری اس پر باطنی امور بھی منکشف ہونے لگتے ہیں، جنہیں صوفیا کی اصطلاح میں کشف سے تعبیر کرتے ہیں۔ کشف در حقیقت باطنی امور کے اصلاح کی معراج کا نام ہے، جب انسان اس کیفیت پر پہنچ جاتا ہے، تو اس پر حال طاری ہونے لگتا ہے اور اس کے دل پر اسرارِ کائنات وقتاً فوقتاً بحکم خداوندی منعکس ہو جاتے ہیں، غرض یہ کہ جب انسان اس صفت کو اپنا لیتا ہے، تو اس کا ظاہر بھی شیشہ لگتا ہے اور باطن بھی برف کی سیل کی طرح بالکل سفید ہو جاتا ہے۔ اور جب ایک انسان کا دل و دماغ بالکل صاف شفاف ہوتا ہے، تو اس کے دل سے کدورت نکل جاتی ہے، پھر اس کے دل کے صاف و شفاف آئینے میں ہر انسان کی شکل صاف ہی نظر آتی ہے اور کسی کا بھی دل جب کسی کی طرف سے بالکل مطمئن ہو، کسی قسم کی کوئی خلش نہ تو اختلاف اور فساد کی کوئی سبیل نظر نہیں آتی ہے۔

جب شہنشاہِ طریقت و مُرشدِ کامل سیدنا عیسیٰؑ سے جب آپؑ کے حواریین عرض کیا: "قبلہؑ! انسان کو ناپاک کرنے والی چیزوں کے بارے میں جو آپؑ نے جو مثال پیش کی ہے، از راہِ کرم اُس کی تشریح تو فرما دیجئے!" تب سیدنا عیسیٰؑ نے تشریح فرماتے ہوئے کہا: جو چیز انسان کے منہ کے راستے اندر جاتی ہے، وہ پیٹ میں داخل ہونے کے بعد آخرِ کار خارج ہو جاتی ہے، مگر جو بُری باتیں دل سے نکلتے ہیں وہی انسان کو ناپاک کرتی ہیں یعنی بُرے خیالات، چوری، جھوٹی گواہی، بدگوئی، خونریزی وغیرہ یہ ہیں وہ باتیں جن سے انسان ناپاک ہو جاتا ہے۔ وضو کئے بغیر کھانا کھانے سے کوئی بھی ناپاک نہیں ہو جاتا۔ دعا ہے کہ ہم بھی حقیقی معنی میں مُرشدِ کامل کی تعلیمات کے وسیلے حقیقی فَنافِی اللہ کے رنگ میں رنگ کر اپنی باطنی صفائی پر توجہ دے کر اپنی آخرت کو سنوار سکے جس کی بابت شہنشاہِ طریقت و مُرشدِ کامل سیدنا عیسیٰؑ المسیح فرماتے ہیں کہ مُنہ سے جسم میں اندر جانے والی اشیاء انسان کو ناپاک نہیں کرتیں
بلکہ مُنہ کے ذریعے جسم کے اندر سے باہر نکلنے والی چیزیں انسان کو ناپاک کرتیں ہیں۔

شہنشاہِ طریقت و مُرشدِ کامل سیدنا عیسیٰؑ اپنی تعلیمات میں فرماتے ہیں کہ:

مجھے عزیز رکھنے والا وہی ہے جو میرے احکامات پر عمل پیرا رہے،
اگر کوئی مجھ سے حقیقی محبت کرتا ہے تو وہ خداوند کریم کا بھی محبوب ہو گا اور میرا بھی محبوب ہو گا،
میں اُس شخص پر اپنی ذات منکشف کروں گا۔

مولانا جلال الدین رومی اپنی شاعری میں مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ کی تعلیمات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ:

مردہ بُدم زندہ شُدم، گریہ بُدم خندہ شُدم
دولتِ عشق آمد و من دولتِ پایندہ شُدم

(ترجمہ)

میں مُردہ تھا زندہ ہو گیا، دُکھی تھا مسکرا اٹھا،

دولتِ عشق کیا ملی کہ میں خود ایک لازوال دولت ہو گیا۔

الحبّ" اور "المحبّ" یہ دونوں (عربی کے) الفاظ ایسے معنی کو ادا کرتے ہیں جس کا تعلق قلب سے ہے،" جو دوسری صفات کے مقابلہ میں اپنے اندر ایک وسیع مفہوم رکھتا ہے اور اپنی تاثیر کے اعتبار سے، سب سے زیادہ عظیم ہے؛ کیوں کہ اس میں دل کا میلان اور محبوب کی طرف کھچاؤ پایا جاتا ہے اور وہ انسان کی طبیعت میں ایسا شعور اور سلوک کا جذبہ پیدا کر دیتا ہے کہ کبھی یہ کیفیت ہو جاتی ہے کہ محبت کرنے والا اپنے محبوب کی رضا حاصل کرنے کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دیتا ہے؛ بل کہ اپنے محبوب کی محبت "میں، وہ اپنے آپ سے بھی بیگانہ ہو جاتا ہے اور اپنی صفات چھوڑ کر محبوب کی صفات اختیار کر لیتا ہے۔
انجیل شریف کی مختلف آیات کریمہ اور شہنشاہِ طرِیقت و مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ کی تعلیمات سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوتی ہے کہ ہر ایک شخص کو خداوندِ کریم اور سیدنا عیسیٰؑ سے بے انتہا محبت کرنی چاہیے۔

اس بات کا جاننا کہ مُرشِدِ کامِل ذاتِ لاثانی ہیں، اللہ تعالی نے سلنطنتِ الہیہ کے حصول کے لئے سیدنا عیسیٰؑ کو وسیلہ مقرر کیا تاکہ ہر ایک شخص مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ کی تعلیمات کے وسیلے حقیقی فَنَافِی اللہ کے رنگ میں رنگ کر حیاتِ جاودانی حاصل کرے۔ مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ کے پاس اختیارِ الٰہی بھی تھا اور اللہ تعالی نے آپؑ کو اپنا پیارا محبوب اور پسندیدہ ترین شخص بھی کہا، اگر اللہ آپؑ سے راضی نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ سلنطتِ الہیہ کے حصول کے لئے کبھی بھی مُرشِدِ کامِل سیدنا عیسیٰؑ کو مقرر نہ کرتے۔ اس لیے ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم بھی اُس شخصیت سے محبت کریں جس سے اللہ تعالی محبت فرماتا ہے، ہم بھی اسے پسندیدہ قرار دیں جسے اللہ تعالی نے اپنا پسندیدہ قرار دے کر مقام محمود پر فرائض کر دیا ہے۔

سیدنا عیسیٰؑ کو کامِلِ زندہ پیر ہونے کے ساتھ ساتھ، اللہ تعالی نے آپؑ کو ایک ایسا انسان بنایا تھا جو کسی بھی طرح کے نقص سے پاک تھا۔ مُرشِدِ کامِل من جانب اللہ حسن و جمال، لیاقت و کمال اور احسان و نوال کا اتنا وافر حصہ ملا تھا کہ مُرشِدِ کامِل کے علاوہ کسی شخص کو میسر نہیں ہوا کیونکہ کامِلِ زندہ پیر اس دنیا کے کامل و مکمل انسان اور افضل البشر ہیں۔

شہنشاہِ طرِیقت و مُرشِدِ کامِل تمام انسانوں کی بقا کے لئے بہت سی تکالیف اور مصیبتیں جھیلیں۔ یہاں تک کہ آپ کو مارا گیا، برا بھلا کہا گیا، آپ کے قریبی رشتہ داروں نے آپ سے علیحدگی اختیار کر لی، آپ کو دیوانہ، جھوٹا اور جادوگر کہا گیا تمام مشکلات کے باوجود مُرشِدِ کامِل نے منصبِ الٰہی کو برقرار رکھا۔

اب ہمارا بھی فرض بنتا ہے کہ ہم مُرشِدِ کامِل کی تعلیمات کے وسیلے حقیقی فَنَافِی اللہ رنگ میں رنگ کر من منصبِ الٰہی کو برقرار رکھیں اور ہماری زندگیوں کے لئے مُرشِدِ کامِل کی تعلیمات اور احکامات مشعلِ راہ ہونی چاہیے۔

ہماری دعا ہے کہ خداوندِ کریم آپ کو اس روح پرور بشارت کو سمجھنے اور منصبِ الٰہی پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اگر آپ انبیاء کرام علیہم و شہنشاہِ طریقت و مُرشِد کامِل سیدنا عیسیٰؑ کی ولادت مبارکہ، حیات طیبہ، تعلیمات، رسالت، معجزاۃ، حکایات وفات اور صعود کی بابت مزید کتابیں یا پھر علم حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔

qisasulanbiya@gmail.com

تَمَّت بِالْخَیر